

21636 - رسول اکرم صل#1740#; اللہ عل#1740#; ہ وسلم نے ہم#1740#; ن ق#1740#; امت کا وقت ک#1740#; وں نہ#1740#; ن بتا#1740#; ا

سوال

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں قیامت آنے کا وقت کیوں نہیں بتایا ؟

پسندیدہ جواب

الحمد لله.

اول :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں قیامت قائم ہونے کا وقت اس لیے نہیں بتایا کہ اس کا انہیں خود علم نہیں تھا ، اس کے دلائل سوال نمبر (32627) کے جواب میں گزر چکے ہیں آپ اس کا مطالعہ کر لیں ۔

دوم :

اگر یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں قیامت قائم ہونے کے وقت کا کیوں نہیں بتایا ؟

اس کا مختصر طور پر جواب یہ ہے کہ حکمت کا تقاضا یہی تھا کہ اسے مخلوق سے چھپا کر رکھا جائے اور انہیں نہ بتایا جائے ۔

اس کی تفصیل اور بیان کچھ اس طرح ہے :

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لیے مبعوث کیا گیا کہ جو اللہ تعالیٰ اور ان کی اطاعت کرے اسے جنت کی خوشخبری دیں اور جو نافرمانی کرے اسے آگ سے ڈرائیں ، اور قیامت کی ہولناکی اور جہنم کی سختی سے لوگوں کو آگاہ کریں اور اس سے ڈرائیں ، اس چیز کا فائدہ تو اسی وقت پورا ہوسکتا ہے جب اس کے وقت میں ابھام ہو اور لوگوں کو اس کا علم نہ ہو ۔

تا کہ ہر زمانے اور دور کے لوگ قیامت کے آنے سے ڈرتے رہیں ، لیکن قیامت کے وقت کا لوگوں کو بتادینا اور اس کی تاریخ کی تحدید کرنا اس فائدے کے منافی ہے ، بلکہ اس میں اور بھی کئی قسم کے مفسد ہیں ۔

اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو یہ فرمادیتے کہ مثلاً : قیامت آج سے ایک ہزار برس بعد قائم ہو جائے گی تو آپ کذاب قسم کے لوگوں کو دیکھتے کہ وہ اس خبر کا استہزا کرتے اور مذاق اڑاتے ، اور اس کی تکذیب میں الحاء واصرار کرتے ، اور شک کرنے والوں کا شک اور زیادہ ہو جاتا ۔

اس لیے حکمت بالغہ اسی میں تھی کہ قیامت کے وقت کولوگوں سے مبہم ہی رکھا جائے ، جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے پرانسان کی خاص قیامت جو کہ اس کی موت ہے کا وقت بھی پوشیدہ رکھا ہے ۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں :

اللہ تعالیٰ نے قیامت کے معاملے کو تشریحی حکمت کے تقاضہ پر مخفی رکھا ہے کیونکہ حکمت تشریحی اس کی متقاضی تھی ، اور ایسا کرنا اطاعت کے لیے زیادہ مناسب اور معصیت سے روکنے کے لیے زیادہ کارگر ہے ، جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی موت کا وقت بھی اس سے مخفی رکھا ہے ---

قرآن مجید کی آیات اس پر دلالت کرتی ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی قیامت کے وقت کا علم نہیں تھا ، جی ہاں اتنا تو ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علم ہے تھا کہ قیامت اجمالی طور پر قریب ہے ، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارہ میں بتایا بھی ہے ۔ ا ہ

لہذا مومنوں پر واجب ہے کہ وہ اس دن سے ڈریں ، اور انہیں چاہیے کہ اس خوف کی بنا پر وہ اپنے اعمال میں اللہ تعالیٰ کے مراقبہ کا خیال رکھیں اور ڈریں کہ واللہ تعالیٰ ان کے اعمال کا مراقبہ فرما رہا ہے ، انہیں چاہیے کہ وہ اعمال میں حق کا التزام کریں اور خیر و بھلائی والے کام کریں ، اور اس کے ساتھ ساتھ شر اور برائی کے کاموں سے اجتناب کریں ، اور قیامت کے معاملے کو نزاع اور جدال کا باعث نہ بنائیں اور اس میں قیل وقال سے کام لیں ۔ ا ہ دیکھیں تفسیر المنار ۔

اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر رحمت و فضل ہے کہ اس نے کچھ ایسی نشانیاں اور علامات مقرر کردی ہیں جو قرب قیامت پر دلالت کرتی ہیں تا کہ وہ اس وجہ سے اعمال صالحہ میں جلدی کریں اور اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتے ہوئے اس کے حرام کردہ کاموں سے اجتناب کریں ، نیز جب بھی وہ قیامت کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی دیکھیں تو ان کا خوف اور ڈر اور زیادہ ہو جائے اور اس کی ہولناکی سے بچنے کے لیے وہ اعمال صالحہ کریں جس کی بنا پر ان کا یقین زیادہ ہو اور ایمان پختہ اور مضبوط ہو تو وہ زیادہ سے زیادہ سے اعمال صالحہ کرنے لگیں ۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

تو کیا یہ قیامت کا انتظار کر رہے ہیں کہ وہ ان کے پاس اچانک آجائے یقیناً اس کی علامتیں تو آچکی ہیں محمد (18) ۔

اس پر صحیح مسلم کی مندرجہ ذیل روایت بھی دلالت کرتی ہے :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(چھ چیزوں سے قبل اعمال صالحہ میں جلدی کرلو : مغرب کی جانب سے سورج کے طلوع ہونے سے قبل ، یا دھوئیں سے قبل ، یا دجال آنے سے قبل ، یا دابة الارض نکلنے سے قبل ، تم میں سے ایک سے ساتھ خصوصی چیز کی آمد سے قبل ، یا پھر عمومی امر کے نازل ہونے سے قبل) صحیح مسلم حدیث نمبر (2947) -

یعنی قیامت کی آنے کی چھ نشانیوں کے آنے سے قبل اعمال صالحہ میں جلدی کرلو کہ اس کے وقوع کے بعد اعمال کا کوئی اعتبار نہیں اور نہ ہی وہ قبول ہوں گے -

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان (او خاصة احدکم) اور ایک روایت میں تصغیر کے ساتھ یعنی (خویصة احدکم) کے ساتھ ہے -

اس کا معنی یہ ہے کہ جو انسان کے اپنے ساتھ خاص ہے کسی اور کے ساتھ نہیں ، اس سے مراد انسان کی اپنی موت ہے جو اس سے ساتھ ہی خاص ہے اور اگر وہ اس کے آنے سے قبل اعمال نہ کرے تو اسے اعمال کرنے سے روک دیتی ہے ، اور (امر العامة) سے مراد قیامت ہے -

قاضی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا ہے کہ ان چھ نشانیوں کے آنے سے قبل اعمال میں جلدی کرلیں کیونکہ جب یہ نشانیاں ظاہر ہوں گی تو لوگوں میں دہشت پھیل جائے گی اور وہ اعمال نہیں کرسکیں گے یا پھر توبہ کا دروازہ ہی بند کردیا جائے گا ، اور اعمال ہی قبول نہیں ہوں گے -

علائی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں :

ان احادیث کا مقصد یہ ہے کہ اعمال صالحہ کرنے پر ابھارا جائے تا کہ موت اور آفات آنے سے قبل والے وقت کو موقع غنیمت جانتے ہوئے اعمال صالحہ کرلیے جائیں -

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم وقت کو غنیمت جانتے ہوئے اسے اطاعت وفرمانبرداری میں صرف کریں -

واللہ اعلم .